OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

نوشابہ نرگس کے افسانوں میں علامت نگاری

Noshaba Nargis kay Afsano main Alamat Nighari

Zarmeena Javed
M.Phil Research Scholar, The Women University Multan.

Hafiz Shahella Iqbal
Lecturer, Department of Urdu, The Women University Multan.

Zunaira Siddiqui
M.Phil Research Scholar, The Women University Multan.

Received on: 13-07-2024 Accepted on: 14-08-2024

Abstract

From the very beginning, when man started speaking, he was not familiar with any one language or dialect. The only means of transmitting and communicating his feelings and emotions were signs and metaphors. These signs and metaphors emerged as the initial form of symbols. As the human mind moved towards maturity, these signs and metaphors were transformed into language and literature, and then symbols began to be used consciously and subconsciously in the literary and non-literary world. In the literary world, symbols began to be used in both prose and non-fiction prose. More than one meaning is hidden in a symbol. A symbol is a means of expression, either directly or indirectly, in a work of art. Through which the artist expresses his mental, emotional and psychological states. Symbols are a means of representing the external things connected to them. Symbols, similes, metaphors, and allegories have some degree of similarity. If they are taken in the same sense, it will not be out of place. Symbols are a literary style that has the ability to enhance the beauty of any work of art. Also, symbols present any concept or idea, that is, many real meanings are hidden within the symbol. In fact, symbols are the name of hiding multiple meanings within themselves. The name of Naushaba Nargis is taken among modern fiction writers in the present era. Naushaba Nargis is a reputable name in the field of columnists, fiction writers, travel writers, and poetry. She also has the honor of being the first journalist of the saints of the land. Naushaba Nargis is a woman who has her own identity in the representative literary circles of South Punjab due to her unique language and accent. She expresses her thoughts through various symbols, which, after reading, create a magical English feeling on the reader. She expresses the thoughts hidden in the heart through symbols in her stories. In her stories, all the symbols are closest to nature, the main theme of which seems to be based on peace, friendship, love, sincerity and tolerance.

Keywords: Dialect, Communicating, Signs and Metaphors, Symbols, columnists

انسان اپنے وجود کی بقا کے لیے زمانہ قدیم سے ہی پیش درپیش الفاظ سے ناآشنا رہا۔ آہستہ آہستہ آہستہ جب انسان نے ترقی کرنا شروع کی اور انسانی عظمت ورفعت سے بالکل محروم تہذیب وتمدن کا ایک نیا معاشرہ وجود میں آیا تو اس کو آگے لے کر چلنے کے لیے کوئی ایسا وسیلہ نہ تھا جس کے ذریعے انسان اپنے جذبات اور احساسات کی ترسیل کر سکتا۔ جب انسان نے ترقی کرنا شروع کی اور شعور سے حرکت اور اپنے اشاروں کے ذریعے بات کو منتقل کرنے کا طریقہ اپنایا تو وہ اشارے اور کنایئے ابتدائی علامات کی ایک شکل کے طور پر سامنے آئے۔ جیسے جیسے معاشرہ وجود میں آتا گیا ان اشاروں اور کنائیوں کو الفاظ کے پیکر میں ڈھالا گیا۔ معاشرہ جیسے جیسے ترقی پذیر شکل اختیار کرتا گیا یہی علامات ادب کے وجود کا ذریعہ بنیں اس طرح علامات کا استعمال انسانی زندگی میں روزمرہ کے معاملات شعور تہذیب تمدن ادبی اور غیر ادبی دنیا میں کیا جانے لگا۔

جوگندر پال علامت کو افسانے کی صنف میں استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''افسانہ کہنے کے انگنت جانے اور انجانے طریقے ہیں۔۔۔۔۔۔ علامت، تجرید اور ارسطو بھی بیانیہ کے مانند ہمارے افسانے کے گراں بہار ذرائع ہیں، تاہم قیمتی سے قیمتی ذرائع بھی اس شئیے کا نعم البدل نہیں ہوتے جس حصول کی خاطر کام میں لایا جاتا ہے''(۱)

جب علامات کے کے ذریعے زندگی میں رونما ہونے والے واقعات کو ادباء اور شعراء نے اپنی تخلیقوں کے ذریعے روشناس کرایا تو علامت نگاری کو باضابطہ طور پر ادب میں جگہ ملی۔ شاعر علامت کو واسطہ یا بلواسطہ دونوں طریقوں سے استعمال کرتا رہا۔ علامت میں تہداری کی وہ مخصوص خاصیت موجود ہوتی ہے جس میں ایک سے زیادہ معنی چھپے ہوتے ہیں انہی کے ذریعے ادیب زندگی میں پیش آنے والے واقعات کو جنہیں وہ واضح الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوتا ہے علامات کے ذریعے بیان کرتا ہے یہ ایک ایسی فنی خوبی ہے جس کے متعلق مختلف ناقدین مختلف رائے رکھتے ہیں

حیدر علی کے مطابق

''علامت نگاری بھی دوسرے اسالیب اور طریقہ ہائے اظہار کی طرح ایک اسلوب اور طریقہ اظہار ہے''(۲)

انسائکلوپیڈیا آف بریٹانیکا علامت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں :

"Symbol is a communication element intended to simply represent or stand for a complex of person object group or idea sample may be presented graphically, as in the cross for Christianity The Red Cross or crescent for the life, preserving agencies of Christian and Islamic countries". (3)

علامت نگاری جس بھی چیز کی ترجمانی کرتی ہے وہ حقیقی زندگی میں انسان کے کسی نہ کسی مخصوص واقع کے ساتھ جڑی ہوتی ہے۔ علامت اپنی تمام ترخوبیوں اور خاصیتوں کی وجہ سے ان تمام چیزوں کو جو ہو بہو سامنے نہیں لائی جاسکتی کو تصور یا خیال کی صورت میں پیش کرتے ہوئے ان حقیقی معنوں کو علامت کے اندر پوشیدہ رکھتے ہیں اگر علامت کو کثیر معنی کا گنجینہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

اردو ادب میں علامت نگاری کی روایت زمانہ قدیم سے چلی آرہی ہے بہت سے ایسے شعراء میر، غالب، آتش اور اقبال ایسے ہیں جنہوں نے نہ

صرف وقتاً فوقتاً اپنی شاعری میں تشبیہ،استعارہ اور تمثیل کا استعمال کیا بلکہ اشاروں اور کنائیوں کو بھی اپنی تحریروں میں جگہ دی۔ گل، قاتل،رقیب، شمع،پروانہ جیسے بے شمار الفاظ ایسے ہیں جو کہ شاعری میں بطور علامت استعمال کیے جاتے ہیں۔ اردو ادب میں صرف شاعری تک ہی نہیں بلکہ غیر افسانوی نثر میں بھی علامت نگاری نے اپنے جوہر دکھائے افسانہ کی صنف بھی اس روایت سے خالی نہ رہی اور علامت کو ضرورت کے مطابق شعوری اور غیر شعوری طور پر افسانہ نگاروں نے استعمال کیا تمثیل،استعارہ،رمز،کنایہ اور اشارہ جنہیں علامات کا ابتدائی شکل کہا جاتا ہے کو بہت سے افسانہ نگاروں نے اپنے افسانوں میں زندگی کی علامت کے طور پر استعمال کیا۔ پریم چند،احمد علی،راجندر سنگھ بیدی، کرشن چندر، منٹو، عصمت چغتائی، ممتاز شیریں، عزیز احمد،احمد ندیم قاسمی اور بہت سے ایسے افسانہ نگار ہیں جنہوں نے اپنی تخلیقات میں اس فن کے احساس کو زندگی کے رنگوں سے لبریز معنی کے پیکر میں ڈھال کر استعمال کیا اور اس صنف کے حسن کو دوبالا کیا۔

دور حاضر کے افسانہ نگاروں میں جوگندر پال، رشید امجد، بلراج، خالدہ حسین اور دیگر افسانہ نگاروں نے علامتی افسانے کی روایت کو تقویت بخشی انہ نامور افسانہ نگاروں میں ایک معروف نام نوشابہ نرگس کا بھی ہے جنہوں نے بھی اپنے افسانوں میں علامت نگاری کو زندگی کے ان واقعات کے لیے استعمال کیا جنہیں واضح الفاظ میں پیش کرنا ایک ادیب کے لیے ناگوار ہے۔

افسانہ نگاروں نے اپنے عہد کے موضوعات کو علامتوں کے ذریعے افسانوں میں پیش کیا۔ ہر موضوع نے افسانے میں بالحاظ علامت اپنا الگ مقام رکھا سیاسی موضوع جنسی موضوع سماجی موضوع ہر موضوع کو الگ الگ علامت کے ذریعے پیش کیا گیا انہی تمام موضوعات میں ایک موضوع انفرادی بھی تھا روز بروز کی بڑھتی ہوئی آبادی سائنسی اور صنعتی ترقی کے ساتھ جب انسان نے چلنا شروع کیا تو اس کے پاس وقت کی قلت کے باعث اپنے دوست احباب اور رشتوں سے دوری اختیار کرنے اور انفرادی نوعیت کی کام کرنے میں دلچسپی بڑھنے لگی اس انفرادیت کے پیش نظر ہر انسان کو اپنی بلندی پر پہنچنے کے لیے اپنی ہی ایک شناخت کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ اس تنہائی میں بے بسی لاچاری یہ اخلاقی واقداری گراوٹ نے ایسے موضوعات کو جنم دیا جو علامتی افسانوں میں انفرادیت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

نوشابہ نرگس نے اپنے افسانوں میں اپنی انفرادیت کے ذریعے علامتوں کا استعمال کرتے ہوئے اپنے اردگرد کے معاشرے تنہائی مصروفیات ہجرت اپنوں سے بچھڑنے کا دکھ اور تنہائی کو بیان کرنے کے لیے ایسی علامتوں کا سہارا لیا جو ہمارے اردگرد موجود ہیں یا جن کے بغیر انسانی زندگی نامکمل ہے۔

پانی،اندھیرا،دیوار،دائرہ،سایہ،ان کے افسانوں کی ایسی علامتیں ہیں جن میں زندگی کی جھلک نظر آتی ہے۔

جہاں کہیں انہیں اپنی زندگی میں یا اپنے گردو پیش میں ناامیدی یاس اور بربریت نظر آتی ہے وہاں وہ اندھیرے کی علامت کا بخوبی استعمال کرتے ہوئے انسان کی زندگی میں پیش آنے والے واقعات کو جس میں رہتے ہوئے انسان ناامیدی کا شکار ہوا اسے اندھیرے سے تشابہ کرتی ہیں۔

وہ معاشرتی ناہمواریوں کو اپنے خوابوں خواہشات میں رکاوٹ کو بیان کرنے کے لیے اپنے افسانے "روشنیوں کا قحط" میں "اندھیرے" کو بطور

علامت اس طرح استعمال کرتی ہیں :

"گھپ اندھیرے کے باوجود بھی وہ مجھے صاف نظر آرہا تھا۔ فاسفورس ملے ہوئے۔ مجسم کی طرح اپنے آپ کو میں نے اس کی انگلیوں سے چھو کر دیکھا ہے۔ میں یہ سب کچھ اسے کہنا چاہتی تھی مگر اس کے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی مضبوطی سے میرے ہونٹوں پر جمی ہوئی ہے اور اس کا بائیں ہاتھ آزاد نہیں ہے"(۴)

اپنے تخیلات کو اندھیرے کی علامت کے طور پر استعمال کرتے ہوئے وہ خیالات جو مصنفہ کی خوشیوں دلی خواہشات اور سکون قلب کا ذریعہ بنتے تھے جب وہ انہیں اپنی انکھوں کے سامنے ٹوٹتا دیکھتی تو انہیں اپنے اس پاس جو اندھیرا نظر آتا اس اندھیرے کو علامت کے طور پر استعمال کرتے ہوئے انہوں نے اپنے افسانوں میں بطور علامت استعمال کرتے ہوئے اپنے تخیل کی دنیا سے باہر آنے اور ارد گرد روشنیوں کی تلاش میں اپنی ذات کو اندھیری کھائی میں ڈوبتا دیکھ کر جس واہمے کا وہ شکار ہوتے ہیں اسے انہوں نے اندھیرے کی علامت سے تعبیر کیا۔

پیچ در پیچ پر خار راستوں سے طے کیا جانے والا زندگی کا سفر بہت سے اتار چڑھاؤ کا جب شکار ہوتا ہے اس میں کوئی بھی لکھاری اپنی باریک بینی سے اپنے اس پاس موجود چیزوں کو ان مشاہدات کے ذریعے اپنی قلم کے ذریعے بیان کرتا ہے۔ اور بہت سی ایسی چیزیں جنہیں وہ بیان کرنے سے قاصر ہوتا ہے اسے وہ انہی موجود چیزوں میں سے جمع کر کے کچھ ایسا علامتی پیرائے اظہار بخشتا ہے جس سے وہ علامت ہماری زندگی کے گہرے گوشوں کی طرف راہ ہموار کرنے میں مدد دیتی ہے۔

نوشابہ نرگس اپنے تمام افسانوں میں علامتوں کا استعمال کئی ایک طریقوں سے اور اپنے ارد گرد موجود اشیاء کے ذریعے کرتی ہیں۔

افسانے "دریافت کا سفر" میں پانی کو بطور علامت استعمال کرتے ہوئے لکھتی ہیں :

"گدلے پانی میں اسے اپنے پاؤں بھی نظر نہیں ائیں گے۔ میرے ہاتھ کہاں سے دیکھ لے گا چلو ایک مشکل تو آسان ہوئی۔ میں سکون کا سانس لیتی ہوں اور سیدھی ہو کر بیٹھنے کی کوشش کرتی ہوں۔ مگر ہاتھوں کو جنبش دیے بغیر یہ ممکن نہیں۔ مجھے اپنے ہاتھوں کو حرکت دینی چاہیے ورنہ رکھے رکھے سن ہو جائیں گے۔"(۵)

مصنفہ اس علامت کو بطور انسان کے ظاہر و باطن سے تشبیہ دیتے ہوئے بظاہر پانی خوبصورت اور صاف نظر آتا ہے لیکن اندر جھانکنے سے اس کی اندرونی ذات مٹی اور تہ میں چھپے حشرات واضح ہو جاتے ہیں انسان کا ظاہر و باطن ان تمام خوبیوں اور خامیوں سے واضح ہوتا ہے کہ انسان بظاہر جتنا خوبصورت خوش شکل خوش مزاج نظر آتا ہے اس کے باطن میں کہیں نہ کہیں حسد بغض کینہ چھپا ہوتا ہے ان تمام خوبیوں اور خامیوں کا مجسمہ بظاہر اپنی خوبصورتی اور خوش اخلاقی کی وجہ سے لوگوں کے توجہ کا مرکز بنا رہتا ہے پانی کی علامت کو انسان کے ظاہر و باطن کے ساتھ ملا کر انسان کے ظاہر کو شفاف پانی جبکہ باطن کو گدلے پانی سے واضح کرتی ہیں۔

علامتی افسانوں میں عام طور پر انہیں علامتوں کو اپنے اسلوب و نگارش کے ذریعے استعمال کیا جاتا ہے جو ہمارے روزمرہ زندگی کا حصہ ہوتے ہیں وہ تمام چیزیں جن کا انحصار زندگی پر ہوتا ہے وہ ہمارے لیے بطور علامت مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ مصنفہ نے اپنے دیگر افسانوں کی طرح

افسانہ پل صراط میں "دیوار" کی علامت کو زندگی کی ناہمواریوں کے لیے استعمال کیا ہے جو کبھی ہمیں معاشرے کی طرف سے تو کبھی اپنے ماحول،اور گھریلو پرورش کی وجہ سے قدغن کی شکل میں سہنی پڑتی ہیں۔

"قبر میں بھی ایسی ہی بے جان سی ٹھنڈک میں نے گھبرا کر باہر چھلانگ لگائی مگر چوکھٹ نے پاؤں پکڑ لیے باہر گہرا اندھیرا تھااور راستہ گم تھا۔ چاہے کچھ میں اس دیوار کی دوسری طرف ضرور دیکھوں گی۔میری طبیعت ہی ایسی ہے مجھ سے اب بھی نچلا نہیں بیٹھا جاتااور اسی لیے شاید مجھے اب بھی چوٹیں لگتی ہیں"(۶)

جیسا کہ دیکھا جا سکتا ہے کہ اس افسانے میں مصنفہ نے کتنی خوبصورتی سے دیوار کو انسان کی راہ میں انے والی مشکلات کا سامنا کرنے اور پھر ان مشکلات سے نکلنے کے لیے انتھک محنت کرنے کی علامت کے طور پر استعمال کیا۔انسانی زندگی کا اصول ہے کہ وہ اپنی کامیابیوں کی راہ کی طرف گامزن ہوتے ہی اسے کئی ایسی دیواروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جنہیں پھلانگنے یا عبور کرنے میں وقت درکار ہوتا ہے اور انسان اپنے خوابوں خواہشوں اور تخیلات میں ان دیواروں کو روزانہ توڑتا ہے جب کہ حقیقت میں وہ دیواریں انسان کی زندگی کی راہ میں یا کامیابیوں کی راہ میں ہمیشہ رکاوٹ کا باعث بن کر سامنے کھڑی رہتے ہیں ایسی کئی دیواریں انسان کی زندگی میں شامل ہوتی ہیں جنہیں گرانے کے لیے انسان کو ایسی طاقت کی ضرورت پڑتی ہے یا ایک ایسے مضبوط سہارے کی ضرورت پڑتی ہے جس کی مدد سے اس دیوار کو پھلانگا جا سکے کچھ دیواریں، دیوار چین کی مانند ہماری کامیابیوں کی راہ میں اس طرح کھڑی ہو جاتی ہیں کہ انہیں پھلانگنا یاجوج ماجوج کی سی ہمت اور استقامت کے مترادف سمجھی جاتی ہیں۔

نوشابہ نرگس اپنے ایک اور افسانے سناٹے میں خواب اور حقیقت کی کشمکش سے نکلنے کے لیے یا اس تنہائی سے اپنے تخیلات کو رہائی دلانے کے لیے کسی ایسے ہجوم یا وجود کا حصہ بن کر زندگی کے محصور کن راستوں سے نکلنا چاہتی ہیں جنہیں وہ "دائرے" سے تشبیہ دے کر بطور علامت استعمال کرتی ہیں :

"نہ جی بالکل تمہاری طرح ہے۔اس کا لہجہ عجیب سا تھا یا شاید مجھے لگ رہا تھا مگر عظیم مختلف ہے۔اس کا لہجہ مجھے حوصلہ دے رہا تھا۔ہونا بھی چاہیے۔ہر شریف آدمی کو ہونا چاہیے۔اس نے قہقہہ لگای۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اتنے برسوں بعد میری آنکھوں میں چمک جانے کہاں سے آ گئی۔میں نے چاہا اپنی آنکھیں شدت سے بند کر لوں اور بھاگنا شروع کر دوں۔۔۔۔۔۔وقت جو میری آنکھوں میں گرد بن کر بیٹھ گیا ہے۔مجھے جکڑے ہوئے ہے۔زبان کی طرح آنکھیں بھی گنگ ہو گئی"(۷)

مصنفہ زندگی کے حصار سے نکل کر زندگی کو گزارنے کے مقصد سے نہیں بلکہ جینے کے مقصد سے جینا چاہتی ہیں اور یہی سبق اپنے آئندہ نسل کو بھی دینے کے لیے ہمیشہ متمول طبیعت کی حامل رہتی ہیں۔اپنے تمام افسانوں میں انہوں نے جس پیغام کو قاری تک پہنچانے کی کوشش کی ہے وہ ان کی وہ تخیلات ہیں جن کے سہارے وہ زندگی کے ان تمام مشکلات، حصار، قید و بند، اور ان تمام پابندیوں سے نکل کر زندگی کو اپنی مرضی سے جینے اور گزارنے کا فرق واضح کرتی ہیں۔

ان تمام علامات کے ذریعے وہ باتیں جنہیں وہ واضح طور پر اپنے قلم کی زور پر بیان کرنے سے قاصر ہیں انہیں چند علامات کے ذریعے الفاظ کے پیکر میں ڈال کر قاری تک اپنے پیغام کی ترسیل کا ذریعہ بناتی ہیں۔

افسانہ "شہر کیومرث" کہ انوکھے عنوان سے مصنفہ نے "سائے" کو علامتی طور پر استعمال کیا۔

"مجھے یاد ہے دادی اماں ہمیشہ دادا جان سے ایک قدم پیچھے چلا کرتی تھیں یہ تو Space Age ہے۔ کیا سمجھیں اس کی آنکھوں میں بجلیاں ناچ گئیں۔ وہ اس خطرناک مزاق پر بدمزہ ہوئی مگر خاموش ہی رہی۔ اس وقت وہ اس شخص سے الجھنا نہیں چاہتی تھی۔ بات صرف اتنی سی تھی کہ وہ ایک قدم پیچھے رہ کر دونوں پر چھائیوں کو برابر رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کیا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"دیکھو نا جب ہم نے سفر شروع کیا تو اس کی پرچھائی ساتھ نہیں تھی۔ پورے ایک قدم مجھ سے آگے تھی میں نے چاہا کہ سچ مچ ساتھ دیکھے جائیں (۸)

نوشابہ نرگس کے افسانوں میں علامت نگاری ایک طرح سے رومانوی نظریے پر مبنی نظر آتی ہے جس میں فطرت کے پوشیدہ خدوخال کو تخیل کے آئینے میں دیکھا جا سکتا ہے انہی تمام علامات کے ذریعے مصنفہ نے اپنے افسانوں میں اپنے ذہنی تخلیقات کو اور تخیلات کو قدرت کے قریب ترین رہتے ہوئے ان تمام چیزوں کو بطور علامت استعمال کیا جن کا ہونا فطرت کا ملہ ہے۔

علامت نگاری ایک ایسی زبان ہے جو کہ لکھنے والے کی لاشعوری زبان کو مختلف درجوں اور مختلف اوقات میں ذہنی مداخلت کے ساتھ ان تمام جذبوں میں ڈھال کر ظاہر ہوتی ہے جسے لکھاری واضح الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر رہتا ہے یہی علامتیں ادب کی دنیا میں ظاہر ہوتی ہے۔

علامات ایک ایسی ذہنی، جذباتی، نفسیاتی اور دلی کیفیتوں کو ظاہر کرنے کی سکت رکھتے ہیں کہ جتنی بھی نازک سے نازک اور لطیف جذبات کے ذریعے اظہار پاتے ہیں کسی اور طریقے سے اظہار ممکن نہیں ہوتا۔

نوشابہ نرگس نے اپنے افسانوں میں جن علامتوں کا انتخاب کیا ہے وہ تمام تر آفاقی علامتیں ہیں۔ ایسی علامتیں جو فطرت کے قریب ترین ہوں۔ چونکہ انسان بھی فطرت کے قریب ترین رہنا پسند کرتا ایسی علامتیں قاری کے تخیل میں موجود شعوری اور نیم شعوری رشتوں کو اجاگر کر کے ان میں معنوی وضع داری پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ جس وجہ سے نوشابہ نرگس کے افسانوں کو پڑھتے ہوئے قاری فطرت میں موجود مادی اور غیر مادی اشیاء کی کھوج میں نکل پڑتا ہے کہیں وہ ان علامتوں کے ذریعے اپنا دیوار کے پیچھے چھپے اپنے خواب کی تکمیل تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے تو کہیں سایہ بن کر زندگی کے سفر میں ہمسفر کی تلاش کو گردانتا ہے۔ زندگی کے سفر میں اتار چڑھاؤ اور پرخار راستوں پر چلتے ہوئے راہ میں آنے والی مشکلات کو اندھیرے کے معنوں میں بطور علامت استعمال کر کے مصنفہ نے اندھیرے کے بعد دیکھی جانے والی روشنی اور مشکلات کے بعد ملنے والی آسانی یا خوشی کو جس خوبصورتی سے بیان کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ارتضیٰ کریم، ڈاکٹر، جوگندر پال، فکر و فن، (دہلی: ایرانیسن آرٹ پرنٹرز، ۱۹۹۹ء)، ص ۲۳۳

۲۔ علی حیدر ملک، افسانی اور علامتی افسانہ، (نئی دہلی: جے۔آر آفسٹ ۱۹۹۹ء)، ص ۳۷

۳۔ The New Encyclopedia of Britanica volume 11-15 the Education 1993, P 458

۴۔ نوشابہ نرگس، دائروں کے مسافر (ملتان: سرکار ایڈوائزر اینڈ پبلشرز، ۲۰۱۷ء) ص ۳۷

۵۔ ایضاً، ص ۲۷

۶۔ ایضاً، ص ۳۸

۷۔ ایضاً، ص ۸۲

۸۔ ایضاً، ص ۱۹۶

References

1. Irtaza Karim, Dr. Jogindar Paal, Fikar o Fan (Delhi: Iranisan Art Printer, 1999), p.233
2. Ali Haider Malik, Afsani aur Alamti Afsana (Nai Dehli: J-R Afsat, 1999), p.37
3. The New encyclopedia of Britanica volume 11-15 the Education 1993, P 458
4. Noshabah Nargis, Dairon ky Musafar (Multan: Srkar Advisor and Publisher, 2017), p.37
5. Ibid, p.27
6. Ibid, p.25
7. Ibid, p.82
8. Ibid, p.196